

قسط ۱

وحدت ادیان

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کراچی یونیورسٹی، پاکستان

”وحدت ادیان“ ایک ایسا پرفریب نعرہ ہے جس کا شکار وہ لوگ تیز رفت سے ہو رہے ہیں جنہیں ہمارے ہاں ادنیٰ سوسائٹی کے لوگ یا مراعات یافتہ طبقہ کہا جاتا ہے۔ اور صرف ہمارے ہاں یعنی پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے تمام ترقی پذیر اور خصوصاً اسلامی ممالک میں یہ اصطلاح تیزی سے اس طبقے میں پھیلائی جا رہی ہے جہاں پہلے مالی، کاروباری، سیاسی یا بیوروکریٹک (Diplomatic) سفارتی، اسٹاف اور فائنڈیشنز (Foreign Missions) میں کام کرنے والے لوگوں میں بھی اس کا پرچام ہے۔ بعض ممالک میں بعض تنظیموں نے چند قدم اگے بڑھ کر اس حوالہ سے کانفرنسوں اور سیمینارز کا اہتمام بھی کیا ہے اس اصطلاح کے موجود اور اس کے ترویج و اشاعت کے ذمہ داروں کا اگلا ہدف یونیورسٹیاں اور اعلیٰ تعلیم کے ادارے ہیں۔ جہاں تعلیمی کیدر سے تعلق رکھنے والے آزاد خیال لوگوں کو بطور پیمائش استعمال کرنے اور اس مکروہ نعرہ کو مقبول عام بنانے کے لئے کام شروع کر دیا گیا ہے اور بعض ملکوں میں دستور پاکستان کے بعض شہر، اندر ہی اندر یہ کام شروع ہو چکا ہے۔ اب سائنڈہ اور پڑھ لوگ پبلک مقامات (Public Places) اور انٹرنیوینیوٹی (اندرون جامعات) ہونے والی تعاریب میں مل بیٹھنے اور چائے ویفر شمنٹ کے وقفوں میں اس پر گفتگو کرنے لگے ہیں یوں تو وحدت ادیان پر گزشتہ نصف صدی سے وقتاً فوقتاً مختلف

مالک کی شوشہ چھوڑے جا رہے ہیں مگر نئے انداز سے توحیدت ادیان کا تصور اس نور لد
پیش کر رہے ہیں جسے اس مادی کا بدنام زمانہ منصوبہ کہا جانا چاہیے۔ اس تصور کو عام
لئے دو باتوں کو بطور خاص پیش کیا جا رہا ہے اور وہ دو باتیں بظاہر بڑی سادہ
مگر کچھ پیچھے موجود کفر و ضلالت کا ایک طوفان ہے جو بہت جلد اہل اسلام کو اپنی پیٹ
سپا پیٹ کر اچا بتا رہے۔

ان باتوں پر لیں میں اس موضوع پر آئے دن مضامین و مقالات شائع ہو رہے ہیں
مگر ایک عام مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا اکیسویں صدی میں ایک نئے مذہب
کی ضرورت ہے جو اسلام، یہودیت اور نصرانیت کا مغویہ ہوگا؟ وہ دو باتیں جن کی طرف لوگوں
کی توجہ ہٹا رہی کے ساتھ توجہ کیا جا رہا ہے وہ ہیں۔

مشترکہ عبادت گاہوں کی تعمیر (۲) مشترکہ کتاب مقدس کی اشاعت۔

جہلی اسکیم یا منصوبہ یہ ہے کہ تمام ممالک میں اور خصوصاً اسلامی ممالک میں اب بڑی
بڑی مساجد کی بجائے ایسے ہال تعمیر کئے جائیں جن کا ایک حصہ مسلمانوں کے لئے ایک یہودیوں
کے لئے اور ایک عیسائیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے جہاں وہ اپنے اپنے مذاہب کے
مطابق عبادت کر سکیں اور اس ہال یا عمارت کو مشترکہ عبادت گاہ کا نام دیا جائے جو وحدت
ادیان کی علامت بن کر ابھرے۔ آگے چل کر اس ہال کے تین حصوں کو ایک ہی بنانے
اور اس میں ہر تین مذاہب کے لوگوں کو آزادانہ شانہ بشانہ اپنے مذہب کے مطابق
عبادت کرنے کا حق دینا ہے۔ ابتدائی طور پر جہاں ایسے مشترکہ ہال تعمیر کرنے میں دشواری
ہو وہاں مستقبل کی رہائشی اسکیموں میں عبادت گاہوں کے نام سے پلاٹ اس طرح مخصوص
کئے جائیں کہ جب ان پلاٹوں پر مسجد تعمیر ہو تو اسی کے ساتھ ایک طرف چرچ اور دوسری طرف
ٹمپل (یہود کی عبادت گاہ) بھی تعمیر کی جائے۔

قسط ۱

وحدت ادیان

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کراچی یونیورسٹی، پاکستان

" وحدت ادیان " ایک ایسا پرفریب نعرہ ہے جس کا شکار وہ لوگ تیزی سے ہو رہے ہیں جنہیں ہمارے ہاں ادنیٰ سوسائٹی کے لوگ یا مراعات یافتہ طبقہ کہا جاتا ہے۔ اور صرف ہمارے ہاں یعنی پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے تمام ترقی پذیر اور خصوصاً اسلامی ممالک میں یہ اصطلاح تیزی سے اس طبقے میں پھیلائی جا رہی ہے جو اپنے مالی، کاروباری، سیاسی یا بیوروکریٹک ساتھ ساتھ ڈپلومیٹک (Diplomatic) (سفارتی) اسٹاف اور فارن مینز (Foreign Missions) میں کام کرنے والے لوگوں میں بھی اس کا پرجوا عام ہے بعض ممالک میں بعض تنظیموں نے چند قدم آگے بڑھ کر اس حوالہ سے کانفرنسوں اور سمینارز کا اہتمام بھی کیا ہے اس اصطلاح کے موجدوں اور اس کے ترویج و اشاعت کے ذمہ داروں کا اگلا ہدف یونیورسٹیاں اور اعلیٰ تعلیم کے ادارے ہیں۔ جہاں تعلیمی کیڈر سے تعلق رکھنے والے آزاد خیال لوگوں کو بطور ایجنٹ استعمال کرنے اور اس مکروہ نعرہ کو مقبول عام بنانے کے لئے کام شروع کر دیا گیا ہے اور بعض ملکوں میں (بشمول پاکستان کے بعض شہر) اندر ہی اندر یہ کام شروع ہو چکا ہے۔ اب اساتذہ اور بڑھے لوگ پبلک مقامات (Public Places) اور انٹریونیوٹیٹی (اندرون جامعات) ہونے والی تقاریب میں مل بیٹھنے اور چائے ویفر شمنٹ کے وقفوں میں اس پر گفتگو کرنے لگے ہیں یوں تو وحدت ادیان ہرگز ششہ نصف مدی سے وقتاً فوقتاً مختلف

ممالک میں شوٹے چھوڑے جا رہے ہیں مگر نئے انداز سے "وحدتِ ادیان" کا تصور اس نیورلڈ آرڈر کا پیش کردہ ہے جسے اس صدی کا بدنام زمانہ منصوبہ کہا جانا چاہیے۔ اس تصور کو عام کرنے کے لئے دو باتوں کو بطور خاص پیش کیا جا رہا ہے اور وہ دو باتیں بظاہر بڑی سادہ ہیں مگر ان کے پیچھے موجود کفر و ضلالت کا ایک طوفان ہے جو بہت جلد اہل اسلام کو اپنی پلیسٹ میں لے کر ملیا میٹ کرنا چاہتا ہے۔

بین الاقوامی پریس میں اس موضوع پر آئے دن مضامین و مقالات شائع ہو رہے ہیں جنہیں پڑھ کر ایک عالمِ مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا اکیسویں صدی ایک نئے مذہب کی صدی ہوگی جو اسلام، یہودیت اور نصرانیت کا مغلوبہ ہوگا؟ وہ دو باتیں جن کی طرف لوگوں کو انتہائی مکاری کے ساتھ متوجہ کیا جا رہا ہے وہ ہیں۔

۱۔ مشترکہ عبادت گاہوں کی تعمیر (۲) مشترکہ کتاب مقدس کی اشاعت۔ پہلی اسکیم یا منصوبہ یہ ہے کہ تمام ممالک میں اور خصوصاً اسلامی ممالک میں اب بڑی بڑی ساجد کی بجائے ایسے ہال تعمیر کئے جائیں جن کا ایک حصہ مسلمانوں کے لئے ایک یہودیوں کے لئے اور ایک عیسائیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے جہاں وہ اپنے اپنے مذاہب کے مطابق عبادت کر سکیں اور اس ہال یا عمارت کو مشترکہ عبادت گاہ کا نام دیا جائے جو وحدتِ ادیان کی علامت بن کر ابھرے۔ آگے چل کر اس ہال کے تین حصوں کو ایک ہی بنانے اور اس میں ہر تین مذاہب کے لوگوں کو آزادانہ شانہ بشانہ اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کا حق دینا ہے۔ ابتدائی طور پر جہاں ایسے مشترکہ ہال تعمیر کرنے میں دشواری ہو وہاں مستقبل کی رہائشی اسکیموں میں عبادت گاہوں کے نام سے پلاٹ اس طرح مخصوص کئے جائیں کہ جب ان پلاٹوں پر مسجد تعمیر ہو تو اسی کے ساتھ ایک طرف چرچ اور دوسری طرف ٹمپل (یہود کی عبادت گاہ) بھی تعمیر کی جائے۔

اس طرح کی مشترکہ عبادت گاہیں، فوری طور پر بین الاقوامی ہوائی اڈوں، جامعات اور عوامی مقامات پر تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔

دوسری اسکیم یا منصوبہ ”مشترکہ کتاب مقدس“ کی اشاعت ہے یعنی قرآن اور بائبل (تورات و انجیل) اس طرح اکٹھے شائع کئے جائیں کہ وہ ایک ہی جلد میں جلد ہوں اور تینوں مذاہب (اسلام، یہودیت و نصرانیت) کی مشترکہ عبادت گاہوں میں رکھے جائیں۔

ایسے ممالک جہاں ان دو منصوبوں پر کام شروع ہو چکا ہے وہاں آباد مسلمانوں میں سخت غم و غصہ و تشویش پائی جاتی ہے اور وہ علماء اسلام سے اس سلسلہ میں جو ع کر رہے ہیں۔

مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور جامعہ الازہر (مصر) کے رئیس و شیخ الجامعہ کو اس سلسلہ میں روزانہ خطوط موصول ہو رہے ہیں، سعودی عرب کی گریڈ علماء

کونسل کے سامنے بھی یہ سلسلہ پیش ہو چکا ہے اور اللجنة الدائمة للبحوث العلمیہ والافتاء (یعنی سعودی عرب کی علمی مسائل و معاملات اور فتاویٰ کے سلسلہ میں قائم مستقل کمیٹی) نے اس پر اپنی تفصیلی رائے اخبارات و جرائد کو جاری کی ہے۔

دیکھئے: جلد الدعوة الریاض

اسلام تمام ادیان کا ناسخ ہے؛

اسلام کے ان اعتقادی اصولوں کے مطابق جن پر اہل اسلام کا اجماع ہے، اس وقت روئے زمین پر اسلام کے سوا کوئی سچا مذہب نہیں پایا جاتا اور اسلام سابقہ تمام ادیان کا ناسخ اور خاتم ہے۔ چنانچہ کرہ ارض پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کمال تو سن اور جامع ترین طریقہ سوائے اسلام کے اب اور کوئی نہیں اس سلسلہ میں اس ارشادِ باری سے بھی رہنمائی ملتی ہے جس میں کہا گیا ہے: ”وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْكَلَامِ دِينَ فُلَنْ يَاقِبِلْ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ“ (۱)

(یعنی جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہے یا پسند کرے تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ قیامت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا)
 بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام وہ ہے جو آپؐ لے کر آئے اس کے سوا سب غیر اسلام ہے۔

قرآن سابقہ کتابوں کا نسخہ ہے!

قرآن کریم کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب ہے اور یہ اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی نسخہ ہے خواہ وہ زبور ہو، تورات ہو یا انجیل۔ چنانچہ آپ قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب کے مطابق اللہ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے۔

"وَاَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ الْكُتُبِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ" (۲)

(یعنی دے نئی) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب سچائی کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو اس سے پہلے (کتاب) ہے اور یہ محافظ ہے اس پر تو آپ فیصلہ فرمادیں ان کے درمیان اس سے جو نازل فرمایا اللہ نے اور آپ نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کے اس حق کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس آیا ہے

تورات و انجیل کے موجودہ نسخے محرف ہیں!

اس نظر پر پرایمان لانا ضروری ہے کہ تورات و انجیل قرآن سے منسوخ ہو چکیں، پھر ان میں بہت سی تحریف و تبدیلیاں اور کسی بیشی ہو چکی جیسا کہ اس کا ذکر قرآنی آیات میں بھی ہے مثلاً ایک آیت اس سلسلہ میں یوں ہے:

” فبما نفضهم میثاقهم لعناهم وجعلنا قلوبهم قاسیة
 یحرفون الکلم من مواضعه ونسوا حظا مما ذکر وابه ولا تنزال
 نطلع علی خائنة منهم الا قلیلاً منهم“ (۳)

ایسی بوجہ ان کی عہد شکنی کے ہم نے اپنی رحمت سے انہیں دور کر دیا اور ان کے
 دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ اللہ کے کلام کو اپنی اصل جگہ سے بدل دیتے ہیں اور انہوں نے
 بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اور آپ ان کی خیانت پر ہمیشہ
 آگاہ ہوتے رہیں گے۔ بخزان کے چند آدیوں کے)۔

ایک اور آیت طیبہ میں ہے ” فویل للذین یکتبون الکتاب بایدہم
 ثم یقولون هذا من عند اللہ لیشتر وابه ثناً قلیلاً فویل لہم مما
 کتبت ایدہم وویل لہم مما یکسبون“ (۴)

(پس ہلاکت ہو ان کے لئے جو خود اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر کہتے
 ہیں یہ تو اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے بدلے معمولی قیمت وصول کر لیں، پس ہلاکت
 ہو ان کے لئے ان کے ہاتھوں سے لکھنے کی وجہ سے اور ہلاکت ان کے لئے اس مال کی
 وجہ سے جو وہ اس طرح کماتے ہیں)

انہی کے بارے میں اللہ رب العزت نے مزید فرمایا: ” وان منهم نفریقاً
 یلوون السنتہم بالکتاب لتحسبوا من الکتاب وما ہوں
 الکتاب ویقولون ہو من عند اللہ وما ہوں عند اللہ ویقولون
 علی اللہ الکذب وہم یعلمون“ (۵)

(بے شک ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو اپنی زبانوں کو کتاب کے ساتھ مڑتے
 ہیں تاکہ تم خیال کرنے لگو کہ یہ بھی اصل کتاب ہی سے ہے حالانکہ وہ کتاب سے نہیں

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے اترا ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں اترا اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں۔

ان آیات طیبات سے واضح ہوا کہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں کس قدر من گھڑت باتیں شامل کر کے طرح طرح کی تبدیلیاں پیدا کیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی اس دھاندلی کا پردہ چاک کر دیا اور وضاحت فرمادی کہ ان کتابوں میں بہت کچھ رطب و یابس یہ کہہ کر شامل کر دیا گیا کہ یہ اللہ ہی کا نازل کردہ ہے حالانکہ پروردگار نے اسے نازل نہیں کیا۔ اس وضاحت کے بعد یہ بات از خود ثابت ہو گئی کہ اب ان کتابوں میں اگر کچھ باتیں اصل باقی بھی ہوں تو وہ نزول قرآن سے منسوخ ٹھہریں اور جو اصل نہیں بعد کی شامل کردہ ہیں وہ از خود باطل و مردود ہیں۔

تورات و انجیل اب قابل استفادہ نہیں!

نزول قرآن کے بعد تورات و انجیل سے استفادہ کرنا یا انہیں قابل استفادہ سمجھنا ہی بنیادی طور پر غلط ہے۔ مسند احمد بن حنبل اور سنن دارمی وغیرہ کی روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا نسخہ دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا اے عمر کیا تم کسی شک میں مبتلا ہو؟ کیا میں تمہارے پاس ایک روشن اور صاف شہری کتاب نہیں لایا؟ اس وقت اگر میرے بھائی موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو انہیں بھی اس کتاب کے سوا چارہ نہ تھا۔ (۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام اقوام و ملل کا ایمان لانا ضروری ہے:

اس کے اعتقادی اصولوں میں یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ہمارے نبی و رسول سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیاء و المرسلین ہیں جیسا کہ خود رب العزت نے صراحت سے فرمایا۔
 ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾ وَلَكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ چنانچہ نبی آخر الزماں علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد اور کوئی نبی و رسول قابل اتباع نہیں رہا اور اگر انبیائے سابقین میں سے کوئی زندہ ہوتا تو اسے بھی حضور ہی کی اتباع کرنا لازم ہوتی۔ اس سلسلہ میں ارشاد باری ملاحظہ فرمائیے، ارشاد ہے:

وَإِذَا خَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِيَيْنِ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتَتُومُنَّ بِهِ وَلَنَنْصُرَنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا اقْرَرْنَا وَقَالَ فَاشْهَدُوا وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (۷)

ز اور یاد کرو جب اللہ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو میں تمہیں کتاب و حکمت سے دوں۔ پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جو تصدیق کرنے والا ہوا ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا اس کے بعد فرمایا (کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر تم نے میرا بھاری ذمہ اٹھا لیا، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا) (اللہ نے فرمایا) تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مطلع کیا ہے کہ جب وہ قیامت کے قریب دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے اور حضور ہی کی شریعت کے احکامات کا نفاذ کریں گے۔ اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھی اتباع محمد اور پیروی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید میں نازل ہوا فرمایا:

"الَّذِينَ يَسْتَفْتُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْإِلَهِيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُ

فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ" (۸)

کہ وہ لوگ جو اس نبی الہی و رسول کی اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر وہ لکھا ہوا پاتے ہیں